



رئاسة الشؤون الدينية
بالمسجد الحرام والمسجد النبوي

اردو

أردو

إِقَامَةُ الْبَرَاهِينِ عَلَى حُكْمٍ مَنِ اسْتَعَاثَ بِغَيْرِ اللَّهِ

غیر اللہ سے مدد طلب کرنے والے
کے حکم سے متعلق دلائل کا بیان



تألیف سماحة الشیخ
عبد العزیز بن عبد الله بن باز

إِقَامَةُ الْبَرَاهِينِ عَلَىٰ
حُكْمٍ مَّنِ اسْتَغَاثَ بِغَيْرِ اللَّهِ

غیر اللہ سے مدد طلب کرنے والے کے حکم سے متعلق دلائل کا بیان

لِسَمَاحَةِ الشَّيْخِ الْعَلَّامِيِّ
عَبْدِ الرَّزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَازِ
رَحْمَةُ اللَّهِ

تألیف سماحة الشیخ

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دوسری کتابچہ:

نبی ﷺ سے استغاثہ (فریدار سی) کرنے کا حکم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اور درود و سلام نازل ہو اللہ کے رسول پر، اور ان کے اہل بیت اور صحابہ نیز ان کے ہدایت کو اختیار کرنے والوں پر۔

اما بعد: کوئی اخبار "المجتمع" نے اپنے شمارہ نمبر 15، جو 19/4/1390ھ کو شائع ہوا، میں "مولد نبوی شریف" کے یاد میں "کے عنوان کے تحت کچھ اشعار شائع کیے۔ یہ اشعار نبی ﷺ سے استغاثہ (فریدار) اور آپ سے مدد طلب کرنے پر مشتمل تھے تاکہ امت کو اس کے انتشار اور اختلاف سے نجات دلائی جا سکے۔ ان اشعار کو "آمنہ" نامی خاتون کے دستخط کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ یہ اشعار جن کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان میں سے کچھ کے الفاظ درج ذیل ہیں:
یار رسول اللہ! ایک عالم کو بچائیے... جو جنگ بھڑکاتا ہے اور اس کی آگ میں جلتا ہے۔

اے اللہ کے رسول! امت کی مدد فرمائیں... شک کے اندر ہیروں میں ان کی

رات دراز ہو چکی ہے۔

اے اللہ کے رسول! امت کی مدد فرمائیں... کہ غم کی بھول بھلیوں میں ان کی بصیرت کھو گئی ہے
آگے لکھتی ہے:

جلد از جلد نصرت فرمائے... جیسا کہ آپ نے بدر کے دن جلدی فرمائی تھی
جب آپ نے اللہ کو پکارا

پس ذلت ایک شاندار نصرت میں بدل گئی... بے شک اللہ کے ایسے لشکر
ہیں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے

(اسی طرح یہ کاتبہ اپنی ندا اور استغاشہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کرتی
ہے، جلد سے جلد امت کی مدد اور نصرت کرنے کی درخواست کرتی ہے، اس
بات کو بھول کر یا اس بات سے لا علم ہو کر کہ نصرت صرف اللہ کے ہاتھ میں
ہے، نہ کہ نبی ﷺ یا کسی اور مخلوق کے ہاتھ میں، جیسا کہ اللہ پاک نے اپنی
کتاب مبین میں فرمایا:

﴿...وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ﴾

مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے۔ [آل عمران: ۱۲۶]، اور اللہ عز وجل نے فرمایا:

﴿إِنْ يَنْصُرُكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلُكُمْ فَمَنْ ذَا
الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ...﴾

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ [آل عمران: ۱۶۰]

یہ عمل، یعنی دعا اور استغاثہ، غیر اللہ کے لیے عبادت کی ایک قسم کو انجام دینا ہے؛ اور نصوص اور اجماع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جائز نہیں، اللہ سبحانہ نے مخلوقات کو پیدا کیا تاکہ وہ اس کی عبادت کریں، رسولوں کو بھیجا اور کتاب میں نازل کیں تاکہ اس عبادت کو بیان کریں اور اس کی طرف دعوت دیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری

عبادت کریں۔ (سورہ الذاریات: 56)، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
الظَّاغُوتَ...﴾

ہم نے ہرامت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سواتمام معبدوں سے بچو... [سورۃ النحل: 36]، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ ﴿٦﴾

تجھے سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبد برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔ [الأنبیاء: ۲۵] اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿الرِّكَابُ أَحْكَمْتُ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ
خَيْرٍ ﴿١﴾ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهُ إِنَّمَا لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ﴾ ﴿٢﴾

الر، یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آئین مکمل کی گئی ہیں، پھر صاف

صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے۔

یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔ [ھود: ۲، ۱]۔

اللہ تعالیٰ نے ان محکم آیات میں واضح کر دیا کہ اس نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ بھی بیان کیا کہ اس نے رسولوں کو بھیجا ہے تاکہ وہ اس عبادت کا حکم دیں اور اس کی مخالف چیزوں سے روکیں۔ اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ اس نے اپنی کتاب کی آیات کو محکم اور مفصل بنایا ہے تاکہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔

اور یہ معلوم ہے کہ عبادت کا مطلب ہے: اللہ کو ایک مانا اور اس کی اطاعت کرنا، اس کے احکامات کی پیروی کرنا اور اس کی منع کردہ چیزوں سے رک جانا، اور اللہ نے بہت سی آیات میں اس کا حکم دیا اور اس کی خبر دی ہے، مثلاً اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُحْلِّصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ...﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی

کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر... [البیتہ: ۵]، اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ...﴾

اور تیراپ ورد گار صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا... [سورہ الہاسراء: 23]، مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحُقْقِ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الَّذِينَ أَلَا لِلَّهِ الَّذِينُ الْخَالِصُونَ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أُولَئِيَّةُ مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقْرِبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كُفَّارٌ﴾

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیا بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کراؤں، یہ

لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹ اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔ [سورۃ الزمر:- 3-2]

اس معنی کی آیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں، اور یہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت خالصتَ اللہ کے لیے ہونی چاہیے اور انبیاء وغیرہ کی عبادت کو ترک کرنا واجب ہے۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا عبادت کی اہم ترین اور جامع ترین قسموں میں سے ہے، لہذا اس کو صرف اللہ کے لیے خالص کرنا واجب ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ ﴿١٦﴾

تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے گو کافر بر امانیں۔
[غافر: ۱۳]، اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ ﴿١٨﴾

اور یہ کہ مسجد میں صرف اللہ ہی کے لئے خالص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کسی اور کونہ پکارو۔ [الجن: ۱۸]، اور یہ شبیہ کہ دعا میں اللہ کو اکیلا مانا جائے، تمام مخلوقات بشمول انبیاء کرام پر لا گو ہوتی ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْقُعُ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾^(۱۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کونہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔ پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ [سورۃ یونس: 106] یہاں خطاب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ لیکن یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو شرک سے محفوظ رکھا تھا۔ لہذا امراد امت کو خبردار کرنا تھا۔ پھر اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْقُعُ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾^(۱۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کونہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے۔ پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ [سورۃ یونس: 106] یہ خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے،

اور اس کا مقصد دوسروں کو خبردار کرنا ہے؛ کیونکہ یہ معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول کو شرک سے محفوظ رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی اور تحدیر میں شدت اختیار کی؛ فرمایا:

﴿...فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾

پھر اگر ایسا کیا تو تم اس حالت میں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور جب ظلم کا ذکر علی الاطلاق کیا جاتا ہے تو اس سے مراد شرک اکبر ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿...وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

اور کافر ہی ظالم ہیں۔ [سورۃ البقرۃ: 254] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿...إِنَّ الشَّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

بینک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ [القمان: ۱۳]۔ پس اگر آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار - علیہ الصلوٰۃ والسلام - غیر اللہ کو پکاریں تو وہ ظالموں میں سے ہوں گے، تو پھر دوسروں کا کیا حال ہو گا؟!

ان آیات اور دیگر دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے دعا کرنا، خواہ وہ

مردے ہوں، درخت ہوں یا بت وغیرہ، اللہ عزوجل کے ساتھ شرک ہے، اور عبادت میں اللہ کی توحید کے منافی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی تحقیق، رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے کا مقصد بنایا ہے، اور یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے معنی کے بھی مخالف ہے؛ جو غیر اللہ کی عبادت کی نفی کرتا ہے اور صرف اکیلے اللہ کے لئے عبادت کو ثابت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحُقُوقُ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَطِلُ
وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ ۶۲

یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بیشک اللہ ہی بلندی والا کبیریائی والا ہے۔ [سورہ الحج: 62]۔

یہی دین کی اصل اور ملت کی بنیاد ہے، اور اس اصل کی صحت کے بغیر عبادات درست نہیں ہوتیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَمْ يُنْأِشِرْكُوكَ
لَيَحْبَطَنَ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ۶۵

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وہی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیال کاروں میں سے ہو جائے گا۔ [الزمر: ۲۵]، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿...وَلَوْ أَشْرَكُوا لِحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

... اور اگر فرضًا یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔ [الأنعام: ۸۸]۔

مندرجہ بالا بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام اور شہادت (لا الہ الا اللہ) کے دو عظیم اصول ہیں:

اول یہ کہ: اللہ وحده لا شریک له کی عبادت کی جائے؛ چنانچہ جو شخص انہیاء یا دیگر فوت شدگان کو پکارے، یا بتوں، درختوں، پھرتوں یا دیگر مخلوقات کو پکارے، یا ان سے مدد طلب کرے، یا ان کے لئے قربانی اور نذریں پیش کرے، یا ان کے لئے نماز پڑھے، یا ان کے لئے سجدہ کرے؛ تو اس نے اللہ کے سوا انہیں رب بنالیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دیا، اور لا الہ الا اللہ کے معنی کی مخالفت کی۔

دوسرہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اس کے نبی اور رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق کی جائے، چنانچہ جس نے دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی؛ اس نے محمد رسول اللہ کی شہادت کا معنی پورا نہیں کیا، اور اس کا عمل اسے نفع نہیں دے گا اور نہ ہی قبول کیا جائے گا، اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ (۲۳)

اور انہوں نے جو جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پر اگنڈہ ذروں کی طرح کر دیا۔ [الفرقان: ۲۳]، آیت میں مذکورہ اعمال سے مراد اس شخص کے اعمال ہیں جو شرک پر مرتا ہے۔

اور اس میں وہ بد عقی اعمال بھی شامل ہیں، جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی، تو وہ قیامت کے دن بکھرے ہوئے ذرات کی مانند ہوں گے، کیوں کہ وہ اس کی پاک شریعت کے مطابق نہیں تھے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ». جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی، جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ ناقابل قبول ہے۔ اس کے صحیح ہونے پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس قلم کار عورت نے اپنی فریاد اور دعا کو رسول اللہ ﷺ کی طرف پھیر دیا اور اس رب العالمین سے منہ موڑ لیا، جس کے ہاتھ میں مدد، نقصان اور نفع ہے، اور اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک عظیم اور سنگین ظلم ہے، اور اللہ عزوجل نے اپنی دعا کرنے کا حکم دیا ہے، اور جو اس سے دعا کرے گا اس سے قبولیت کا وعدہ کیا ہے، اور جو اس سے منہ موڑے گا اسے جہنم میں داخل ہونے کی وعید سنائی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَحِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَذْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾۶۰﴾

اور تمہارے رب کافر مان (سر زد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاوں کو قبول کروں گا (قین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے) [غافر: ۲۰]، آیت میں وارد لفظ (داخیرین) کا معنی ہے عاجزی اور ذلت کے ساتھ، اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا عبادت ہے، اور جو اس سے خود سری کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، توجب یہ حال اس کا ہے جو اللہ سے دعا کرنے میں خود سری کرے، تو

اس کا کیا حال ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارے، جب کہ اللہ سبحانہ قریب ہے، ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادٍ عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُحِبُّ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلِيَسْتَجِيبُوا لِي وَلِيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴾ (۱۸۷)

اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں اس لئے لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے [البقرة: 186]، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے، اور اپنے چچازاد بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: «احفظ اللہ بمحفظک، احفظ اللہ تجده تجاهک، إذا سألت فاسألي الله، وإذا استعننت فاستعن بالله». اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ (کے حقوق) کا خیال رکھو، اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اور جب مانگو، تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو، تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو لِلَّهِ نِدًّا، دَخَلَ النَّارَ». "جو شخص اس حال میں مر آکے کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرا کر اسے پکارتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہو گا۔" (صحیح بخاری)، صحیحین میں نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ». "تو اللہ کے لئے شریک وسا جھی بنائے جبکہ اسی نے تجھ کو پیدا کیا۔" اس حدیث میں آئے ہوئے لفظ "ند" کا مطلب ہے: ہمسر اور ہم مثل، لہذا جو کوئی اللہ کے علاوہ کسی کو پکارے، یا اس سے مدد طلب کرے، یا اس کے لیے نذر مانے، یا اس کے لیے ذبح کرے، یا عبادت کی کوئی صورت اس کے لیے خاص کرے، تو اس نے اسے اللہ کا ند (ہم مثل) بنالیا، چاہے وہ نبی ہو، ولی ہو، فرشتہ ہو، جن ہو، بت ہو، یا کوئی اور مخلوق ہو۔

اور یہاں کوئی کہہ سکتا ہے: زندہ اور حاضر شخص سے اس چیز کے بارے میں سوال کرنے کا کیا حکم ہے جس پر وہ قدرت رکھتا ہو، اور ان حسی امور میں اس سے مدد طلب کرنے کا کیا حکم ہے جن پر وہ قدرت رکھتا ہو؛ جواب یہ ہے کہ یہ شرک میں سے نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کے درمیان جائز عام امور میں سے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موئی علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا:

﴿فَاسْتَغْاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ...﴾

اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جواس کے دشمنوں میں سے تھاں سے فریاد کی [القصص: ۱۵]، اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی فرمایا:

﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ...﴾

پس موسیٰ (علیہ السلام) وہاں سے خوفزدہ ہو کر دیکھتے بھالتے نکل کھڑے ہوئے [القصص: ۲۱]، یا جس طرح انسان جنگ وغیرہ میں اپنے ساتھیوں سے ان امور میں مدد طلب کرتا ہے، جو لوگوں کو پیش آتے ہیں اور جن میں انہیں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی امت کو بتاویں کہ وہ کسی کے لیے نفع یا نقصان کے مالک نہیں ہیں، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا﴾ ۲۱
 ﴿قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا﴾ ۲۲

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ

کسی کو شریک نہیں کرتا۔

کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں۔ [ابن: ۲۱-۲۲،

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْرُثُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِي السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾

آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہوا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

[الاعراف: ۱۸۸]۔

اس معنی و مفہوم کی آیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ صرف اپنے رب ہی کو پکارتے ہیں، جیسا کہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ بدر کے دن اللہ سے فریاد کی، اور اپنے

دشمن کے خلاف اللہ سے الحاج وزاری کے ساتھ مدد طلب کی اور فرمایا: "یا رب! مجھے وہ عطا فرماجس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" یہاں تک کہ صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ، بس کیجیے! بے شک اللہ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿إِذْ تَسْتَغْيِثُونَ رَبَّكُمْ فَأَسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمْدُّكُمْ بِالْفِي
مِنَ الْمَلَئِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴾

اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مددوں گا جو لگتا رہے چلے آئیں گے۔ [الأنفال: ۹]، اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کی فریاد کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس نے ان کی دعاقبول کی اور فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد کی تاکہ فتح کی خوشخبری اور اطمینان قلب حاصل ہو، اور اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ فتح فرشتوں کی وجہ سے نہیں بلکہ در حقیقت فتح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ...﴾

مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے... [آل عمران: ۱۲۶]، اور اللہ عز و جل نے

فرمایا:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴾ (۱۲۳)

جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے، اس لئے اللہ ہی سے ڈرو! (نہ کسی اور سے) تاکہ تمہیں شکر گزاری کی توفیق ہو۔ [آل عمران: ۱۲۳] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ بدر کے دن ان کی مدد کرنے والا ہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو اسلحہ اور قوت انہیں عطا کی گئی اور فرشتوں کے ذریعے جو امداد کی گئی، یہ سب فتح کے اسباب اور بشارت و اطمینان کے ذرائع ہیں، اور فتح ان کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ قلم کار عورت یا کوئی اور اپنی فریاد اور مدد کی درخواست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرے اور رب العالمین، جو ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے، اس سے منہ موڑ لے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بدترین جہالت میں سے ہے، بلکہ یہ عظیم ترین شرک میں سے ہے، لہذا اس قلم کا ر عورت پر واجب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ۔

کے حضور سچی توبہ کرے، اور سچی توبہ میں کئی امور شامل ہوتے ہیں، جو کہ یہ ہیں: پہلا: جو کچھ ہو چکا اس پر نادم ہونا۔ دوسرا: جو کچھ سرزد ہوا اس سے باز آنا۔ تیسرا: اللہ کی تعظیم اور اخلاص کے ساتھ اس گناہ کو دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرنا، اور اس کے حکم کی پیروی کرنا، اور جس سے اس نے منع کیا ہے اس سے بچنا، یہی توبۃ النصوح ہے۔ اور ایک چوتھی بات یہ ہے کہ جب مخلوق کے حق میں زیادتی ہو تو چو تھامسلہ: حق دار کو اس کا حق واپس کرنا یا اس سے گلو خلاصی کروا لینا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو توبہ کا حکم دیا ہے اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے قبول کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ ۶۱﴾

اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کروتا کہ تم نجات پاؤ۔

[النور: ۳۱]، اور اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے حق میں فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴾ ۷۲﴾

یہ لوگ کیوں اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں استغفار نہیں کرتے؟

اللہ تعالیٰ توبہت ہی بخششے والا اور بڑا ہی مہربان ہے۔ [المائدۃ: ۷۳]، ایک اور

مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي
حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحُقْقِ وَلَا يَزُنُونَ وَمَنْ يَفْعُلْ ذَلِكَ يُلْقَ أَثَاماً ﴾^{٦٨}
يُضَاعِفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَاجَانًا ^{٦٩} إِلَّا مَنْ تَابَ
وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ^{٧٠}﴾

اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبدوں کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو
جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا
کے مر تکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت و بال لائے گا۔

اسے قیامت کے دن دوہر اعذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ
ہمیشہ اسی میں رہے گا 69.

سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لا سکیں اور نیک کام کریں، ایسے
لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنش والامہربانی
کرنے والا ہے۔ [الفرقان: ٢٨-٤٠]، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ
وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے در گزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے۔ [الشوری: ۲۵]

اور رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: «الإِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَالتَّوْبَةُ تَجْبُ مَا كَانَ قَبْلَهَا». "اسلام اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور توبہ اپنے سے پہلے کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے"۔

یہ مختصر کلمات اس لیے تحریر کیے گئے ہیں کہ شرک کا خطرہ بہت بڑا ہے، اور یہ سب سے بڑا گناہ ہے، اور اس قسم کارخانوں کی طرف سے صادر ہونے والی باتوں سے دھوکہ کھانے کا اندیشہ ہے، اور اللہ اور اس کے بندوں کے لیے نصیحت کرنا واجب ہے۔ اللہ جل جلالہ سے دعا ہے کہ وہ اس کو نفع بخش بنائے، اور ہمارے اور تمام مسلمانوں کے حالات کو درست فرمائے، اور ہم سب کو دین کی سمجھ اور اس پر ثابت قدیمی کی نعمت عطا فرمائے، اور ہمیں اور مسلمانوں کو اپنے نفوس کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے محفوظ رکھے، بے شک وہی اس کا

مزما و اور اس پر قادر ہے۔

اللہ درود وسلام اور برکتیں نازل فرمائے اپنے بندے اور رسول ہمارے نبی
محمد ﷺ پر، اور آپ کے آل بیت اور صحابہ کرام پر۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تیسرا کتابچہ:

جنت اور شیاطین سے فریاد کرنا اور ان کے لئے نذر و نیاز کرنے کا حکم

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کی جانب سے تمام مسلمانوں کی خدمت میں، اللہ مجھے اور ان کو اپنے دین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس پر ثابت قدم رکھے، آمین۔

تم پر سلامتی، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

اما بعد: بعض بھائیوں نے مجھ سے ان جاہلوں کے بارے میں سوال کیا جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں، اہم معاملات میں ان سے مدد طلب کرتے ہیں؛ جیسے جنت کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان کے لئے نذر ماننا، اور ان کے لئے جانور ذبح کرنا۔ اور اسی طرح بعض لوگوں کا یہ کہنا: (اے سات)، یعنی: جنت کے سات سردار، اسے پکڑ لو، اس کی ٹہیاں توڑو، اس کا خون پی لو، اس کی بے حرمتی کرو، اے سات! اس کے ساتھ ایسا کرو، یا بعض لوگوں کا یہ کہنا: (اے دوپھر کے جن، اے عصر کے جن، اسے پکڑ لو)، اور یہ بات بعض جنوبی علاقوں میں بہت پائی

جاتی ہے، اور اس سے ملتا جلتا عمل ہے: انبياء کرام، نیک لوگوں اور دیگر مردوں کو پکارنا، فرشتوں کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا، یہ سب اور اس جیسی چیزوں بہت سے ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جو اسلام کی طرف منسوب ہیں، وہ اپنی جہالت اور اپنے پیشروؤں کی تقلید کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ بعض اوقات کچھ لوگ اس میں سہولت کاری سے کام لیتے ہیں اور یہ کہہ کر دلیل دیتے ہیں: یہ تو زبان پر جاری ہوتا ہے، ہم اس کا تصد نہیں کرتے اور نہ ہی اس پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

اور مجھ سے یہ بھی پوچھا: ان لوگوں سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہے جو ان اعمال کے ساتھ معروف ہیں، ان کی قربانیوں کا کیا حکم ہے، ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے، اور شعبدہ بازوں اور نجومیوں کی تصدیق کرنے کا کیا حکم ہے؛ جیسے وہ لوگ جو محض مریض کے جسم سے مس ہونے والی چیزوں؛ جیسے عمامہ، پاجامہ، دوپٹہ وغیرہ کو دیکھ کر بیماری اور اس کے اسباب جانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

جواب: ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا ہے، اور درود و سلام ہو اس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور آپ کے اہل بیت اور اصحاب پر

اور ان پر جو قیامت کے دن تک ان کے نقش قدم پر چلیں۔

اما بعد: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اور دعا، فریاد، ذبح، نذر اور تمام عبادات کو خالص اسی کے لیے انجام دیں۔ اس مقصد کے لیے اس نے رسولوں کو بھیجا اور ان کو اس کا حکم دیا، اور آسمانی کتابیں نازل کیں جن میں سب سے عظیم قرآن کریم ہے، تاکہ اس بات کو بیان کریں اور اس کی طرف دعوت دیں، اور لوگوں کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے سے خبردار کریں۔ یہی تمام اصولوں کی اصل اور ملت و دین کی بنیاد ہے، اور یہی "لا الہ الا اللہ" کی شہادت کا معنی ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ: اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ سو یہ کلمہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے الوہیت اور عبادت کی نفی کرتا ہے، اور عبادت کو صرف اللہ واحد کے لئے ثابت کرتا ہے، اس کے سوا کسی بھی مخلوق کے لئے نہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کے بہت زیادہ دلائل موجود ہیں، ان میں سے ایک اللہ جل جلالہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنََّ وَالْإِنْسََ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (٣)

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ (سورہ الذاریات: 56)، مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَاهُ...﴾

اور تیراپ ورد گار صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا... [سورہ الۤاسراء: 23]، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنْفَاءَ...﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں۔ ابراہیم حنیف کے دین پر... [البیتۃ: 5]، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ اذْعُونِي أَسْتَحِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦﴾﴾

اور تمہارے رب کا فرمان (سر زد ہو چکا ہے) کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا یقیناً مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔ [غافر: ۲۰]، ایک اور مقام

پر ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُحِبُّ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا
دَعَانِ...﴾

اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ
دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں ہر پکار نے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے
پکارے، قبول کرتا ہوں... [ابقرۃ: ۱۸۶].

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان آیات میں یہ واضح فرمایا کہ اس نے جنوں اور
انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اور اس نے اپنے بندوں کو محکم
قرآن میں اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف
اپنے رب کی عبادت کریں۔

اور اللہ جل و علٰی نے واضح فرمایا کہ دعا ایک عظیم عبادت ہے، جو اس سے خود
سری کرے گا وہ جہنم میں داخل ہو گا، اور اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ صرف اسی
کو پکاریں، اور بتایا کہ وہ قریب ہے اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، لہذا تمام
بندوں پر واجب ہے کہ وہ دعا صرف اپنے رب سے ہی کریں؛ کیونکہ یہ عبادت
کی ایک قسم ہے جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے، اور اس کا حکم دیا گیا ہے، اور

اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴾

آپ فرمادیجھے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور
میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔
اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں
میں سے پہلا ہوں۔ [الانعام: 162، 163]

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بتا دیں کہ ان کی نماز اور
ان کی قربانی۔ یعنی: ذبح۔ اور ان کی زندگی اور ان کی موت؛ یہ سب اللہ رب
العالمین کے لیے ہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس بندیا پر: جو شخص اللہ کے سوا
کسی اور کے لیے ذبح کرے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے، جیسے کہ اگر وہ اللہ
کے سوا کسی اور کے لیے نماز پڑھے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور ذبح کو ایک
دوسرے کے ساتھ جوڑا ہے، اور بتایا ہے کہ یہ دونوں صرف اللہ کے لیے ہیں،
اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس نے غیر اللہ کے لئے، جیسے جنات، فرشتے،
مردے وغیرہ کے لئے ذبح کیا اور ان کی قربت حاصل کرنے کے لئے یہ عمل

کیا، تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے غیر اللہ کے لئے نماز پڑھی۔ صحیح حدیث میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: «عَنِ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ». ”جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“ اور امام احمد - ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ نے حسن سند کے ساتھ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَرَ رَجُلٌ عَلَى قَوْمٍ لَهُمْ صَنَمٌ لَا يَجُوزُهُ أَحَدٌ حَتَّى يُقْرَبَ لَهُ شَيْئًا، فَقَالُوا لِأَهْدِهِمَا: قَرْبٌ. قَالَ: لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ أَقْرَبُهُ، قَالُوا: قَرْبٌ وَلَوْ ذَبَابًا، فَقَرَبَ ذَبَابًا، فَخَلُوا سَبِيلُهُ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَقَالُوا لِلَاخَرِ: قَرْبٌ. قَالَ: مَا كُنْتُ لِأَقْرَبَ لِأَحَدٍ شَيْئًا دُونَ اللَّهِ جَلَ جَلَلُهُ، فَضَرَبُوا عُنْقَهُ، فَدَخَلَ الجَنَّةَ۔“ دو آدمی ایک قوم کے پاس سے گزرے، جن کا ایک بُت تھا، وہ کسی کو بھی وہاں سے چڑھاوا چڑھائے بغیر گزرنے نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے ایک سے کہا: کچھ چڑھادو۔ اس نے کہا: میرے پاس چڑھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: کچھ چڑھادو، ایک مکھی ہی سہی۔ چنانچہ اس نے ایک مکھی کا چڑھاوا چڑھادیا، تو ان لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اس ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں جا پہنچا۔ اور دوسرا سے کہا: کچھ چڑھادو۔ اس نے کہا: میں اللہ جل جلالہ کے سوا کسی اور کے واسطے کوئی چڑھادا نہیں چڑھا سکتا۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اس کی گردان اڑادی، چنانچہ وہ

جنت میں داخل ہو گیا۔

پس جب کوئی شخص مکھی وغیرہ کے ذریعہ بت کا تقرب حاصل کرے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور جہنم میں داخلے کا مستحق ٹھہرتا ہے، تو پھر وہ شخص جو جنات، فرشتوں اور اولیاء کو پکارتا ہے، ان سے فریدار سی کرتا ہے، ان کے لیے نذر مانتا ہے، اور ان کے تقرب کے لیے ذبحیہ پیش کرتا ہے، اس امید میں کہ اس کا مال محفوظ رہے، یا اس کا مریض شفا پائے، یا اس کے جانور اور کھیت سلامت رہیں، اور وہ جو یہ سب کچھ جنات کے شر سے بچنے کے خوف سے کرتا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنے والا اور اس جیسے اعمال کرنے والا اس شخص سے زیادہ مشرک اور جہنم میں داخلے کا مستحق ہے جس نے بت کے لیے مکھی کا چڑھاوا پیش کیا۔

اور اس سلسلے میں ایک اور مقام پر اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحُقْقِ فَأَعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الَّذِينَ
أَلَا لِلَّهِ الَّذِينُ الْحَالِصُونَ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أُولَئِيَّاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ
إِلَّا لِيَقْرِبُونَا إِلَى اللَّهِ رُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ
يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَذِبٌ كُفَّارٌ﴾

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس
آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خاص کرتے ہوئے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس
کے سوا اولیاً بنارکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے
کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں، یہ
لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے
گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔ [الزمر: 3-1]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هُوَلَا إِشْفَاعًا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُنَّ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي
السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾۱۸﴾

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر
پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے
سفر اشیٰ ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو
معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے

شُرُكَ سے۔ [سورہ یونس: 18]

اللَّهُ نَّهَىٰ إِنَّ دُوَّاً يَتُوَلَّ مِنْهُ مُشْرِكُوْنَ كَمَا عَلَّمَهُ خَلْقَهُ كَمَا عَلَّمَهُ
وَلِي بَنَالِيَّا، اور ان کی عبادت خوف، امید، قربانی، نذر اور دعا وغیرہ کے ذریعے
کرتے ہیں، یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ اولیاء ان کی عبادت کرنے والوں کو اللہ
کے قریب کر دیں گے اور ان کے لئے سفارش کریں گے۔ لیکن اللہ نے ان کو
جھوٹا قرار دیا، ان کے بطلان کو واضح کیا، اور انہیں جھوٹا، کافر اور مشرک کہا، اور
اپنی ذات کو ان کے شرک سے پاک قرار دیا، چنانچہ فرمایا:

﴿...سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾

وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ انخل: 1۔ اس سے یہ
معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی فرشتہ، نبی، جن، درخت یا پتھر کو پکارتا
ہے، اس سے فریاد کرتا ہے، اس کے لیے نذر و ذبحہ پیش کرتا ہے، اللہ کے حضور
اس کی شفاعت کی امید میں، یا مریض کی شفا، مال کی حفاظت، یا غائب کی سلامتی
کی امید میں، یا اس جیسی کسی اور چیز کے لیے؛ تو وہ اس عظیم شرک اور بدترین بلا
میں مبتلا ہو گیا ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

وَمَنْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٦﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کرنے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے
چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت
بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔ [النساء: 48]، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاوَاهُ النَّارُ
وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴾ ۷۶﴾

یقیناً مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت
حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی
نہیں ہو گا۔ [المائدۃ: ۷۶]۔

اور شفاعت قیامت کے دن صرف اہل توحید و اخلاص کے لیے ہو گی، نہ کہ
اہل شرک کے لیے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب ان سے پوچھا گیا: اے اللہ
کے رسول! آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہو گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
«مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ». جس نے خلوصِ دل
سے «الا اللہ الا اللہ» کہا۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِلَكُلْ نَبِيٌّ دَعْوَةٌ
مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَةَ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّةٍ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا۔" ہر نبی کی ایک قابل قبول دعا ہوتی ہے، تو ہر نبی نے اپنی دعا جلدی مانگ لی، اور میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا کر رکھا ہے، تو یہ ان شاء اللہ ان لوگوں کو ملے گی جو میری امت میں سے مریں اس حال میں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوں"۔

اور اولین مشرکین اللہ کو اپنارب، خالق اور رازق مانتے تھے، لیکن ان کا تعلق انیا، اولیا، فرشتوں، درختوں، پتھروں اور ان جیسے دیگر چیزوں سے تھا، وہ ان کی شفاعت کی امید رکھتے تھے اور ان کے ذریعے اللہ کے قریب ہونے کی کوشش کرتے تھے، جیسا کہ آیات میں پہلے بیان ہوا، اللہ نے ان کے اس عمل کو معاف نہیں کیا بلکہ اپنی عظیم کتاب میں ان کی نکیر کی اور انہیں کافرا اور مشرک قرار دیا، اور ان کے اس دعوے کو جھلادیا کہ یہ معبود ان کے لیے سفارش کریں گے اور انہیں اللہ کے قریب کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں قابل عذر نہیں قرار دیا بلکہ اس شرک کی وجہ سے ان سے قتال کیا تاکہ اللہ کے لئے عبادت کو خالص کر لیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ...﴾

ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے... [البقرة: ۱۹۳]۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: «أَمْرُتُ أَنْ أُفَاتِلَ النَّاسَ حَتَّىٰ يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ». مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتل کروں تا آں کہ لوگ اس بات کی گواہی دینے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب لوگ یہ کر لیں گے تو وہ مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال محفوظ کر لیں گے سوائے اس حق کے جو اسلام کی وجہ سے واجب ہو گا، باقی رہا ان کا حساب تو وہ اللہ کے ذمہ ہے۔ اور نبی ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب ہے: «حَتَّىٰ يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے لگیں "یعنی وہ اللہ کے سوا کسی اور کسی عبادت نہ کریں اور عبادت کو صرف اللہ کے لئے خاص کریں۔

مشرکین جنات سے ڈرتے تھے اور ان سے پناہ مانگتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے

اس بارے میں اپنا فرمان نازل فرمایا:

﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِينَ يَعْوُذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَرَأُدُوهُمْ رَهْقًا﴾

بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔ [اجنب: ۶]۔ اہل تفسیر نے اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا: اس فرمان کا مطلب ہے:

﴿...فَرَأُدُوهُمْ رَهْقًا﴾

یعنی: دہشت اور خوف ڈالنے میں؛ کیونکہ جنات اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتے ہیں کہ انسان ان سے پناہ مانگتے ہیں، اور اس وقت وہ ان کو مزید خوفزدہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کثرت سے ان کی عبادت اور ان سے فریاد رسی کرنے لگتے ہیں۔

اور اللہ نے مسلمانوں کو اس کے بدال کے طور اپنی ذات اور اپنے کامل کلمات کی پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی، اور اس بارے میں اللہ جل جلالہ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِمَّا يَنْزَعُنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِدْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کجھے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ [الاعراف: ۲۰۰]، اور اللہ عز وجل کا فرمان ہے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾

آپ کہہ دیجئے! کہ میں صحیح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور نبی ﷺ کی صحیح روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ: (أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ); لَمْ يَضُرِّهُ شَيْءٌ حَقِّيْرٌ تَحَلَّ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ». جو شخص کسی جگہ ٹھہرے اور یہ دعا پڑھے: (میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں) تو اس کے دہاں سے روانہ ہونے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔"

اور جو کچھ مذکورہ آیات اور احادیث سے واضح ہوا، اس سے نجات کے طلبگار اور اپنے دین کی حفاظت کے خواہشمند، اور شر ک سے بچنے کے متنمی کو یہ علم ہوتا ہے کہ مردوں، فرشتوں، جنات اور دیگر مخلوقات سے تعلق جوڑنا، انہیں پکارنا

اور ان سے پناہ مانگنا وغیرہ، جاہلیت کے مشرکین کے اعمال میں سے ہے، اور اللہ سبحانہ کے ساتھ بدترین شرک میں سے ہے۔ لہذا اس کو ترک کرنا واجب ہے، اس سے بچنا اور اسے ترک کرنے کی تلقین کرنا اور جو اس کا ارتکاب کرے اس کی نکیر کرنا واجب ہے۔

اور جو لوگ ان شرکیہ اعمال کے ساتھ معروف ہوں: ان سے نکاح جائز نہیں، نہ ان کا ذبیحہ کھانا، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا، اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ سبحانہ کے حضور توبہ کا اعلان کریں، اور دعا و عبادت کو صرف اللہ کے لئے خالص کریں، کبھی کبھی دعا ہی عبادت ہے، بلکہ اس کا مغفرہ ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ». «دعا ہی عبادت ہے۔» نیز ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: «الدُّعَاءُ مُخْلُقٌ لِلْعِبَادَةِ». «دعا عبادت کا مغز (اصل) ہے۔» جہاں تک مشرکین سے نکاح کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَنَّ وَلَآمَّةٌ مُؤْمِنَةٌ حَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتُكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ حَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى

النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ إِذْنِهِ وَبُيَّنُ آيَاتُهُ لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤١﴾

اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاو قنیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح نہ کرو،
ایمان والی لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے، گو
تمہیں مشرک ہی اچھی لگتی ہو اور نہ شرک کرنے والے مردوں کے نکاح میں
اپنی عورتوں کو دو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں، ایمان والا غلام آزاد مشرک
سے بہتر ہے، گو مشرک تمہیں اچھا لگے۔ یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں اور
اللہ جنت کی طرف اور اپنی بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلا تا ہے، وہ اپنی آیتیں
لوگوں کے لئے بیان فرمرا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ [سورہ بقرہ:
221]، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرک عورتوں سے شادی کرنے سے منع
فرمایا ہے، چاہے وہ بتوں کی عبادت کرنے والی ہوں یا جنات اور فرشتوں کی،
جب تک کہ وہ اللہ وحده لا شریک کے لیے عبادت کو خالص کرنے پر ایمان نہ
لائیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہ کریں اور ان کے راستے کی
پیروی نہ کریں۔ اور مسلمان عورتوں کو مشرک مردوں کے نکاح میں دینے
سے منع فرمایا ہے، جب تک کہ وہ اللہ وحده لا شریک کے لیے عبادت کو خالص

کرنے پر ایمان نہ لائیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہ کریں اور ان کی پیروی نہ کریں۔

اور اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مومنہ لوونڈی آزاد مشرک سے بہتر ہے، چاہے دیکھنے والے کو اس کا حسن و جمال اور بالتوں کی خوبصورتی پسند آئے، اور مومن غلام آزاد مشرک سے بہتر ہے، چاہے سننے اور دیکھنے والے کو اس کا حسن، فصاحت، شجاعت وغیرہ پسند آئیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کی وجوہات کو واضح کیا۔

﴿...أَوْلَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى التَّارِ...﴾

یہ لوگ جہنم کی طرف بلاتے ہیں [سورہ بقرہ: ۲۲۱]۔ یعنی اس سے مراد مشرک مرد اور عورتیں ہیں کیونکہ وہ اپنی بالتوں، اعمال، سیرت اور اخلاق کے ذریعے جہنم کی طرف بلانے والے ہیں، جبکہ مومن مرد اور عورتیں اپنے اخلاق، اعمال اور سیرت کے ذریعے جنت کی طرف بلانے والے ہیں، تو یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں!

جہاں تک مشرکوں کی نماز جنازہ پڑھنے کا تعلق ہے، تو اللہ جل و عالانے منافقین کے بارے میں فرمایا:

﴿وَلَا تُصلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبْدًا وَلَا تَقْعُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَا تُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ﴾

ان میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کے جنازے کی ہر گز نمازن پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور مرتبے دم تک بد کار بے اطاعت رہے ہیں۔ [التوبۃ: ۸۳]، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا ہے کہ منافق اور کافر کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی انہیں مسلمانوں کا امام بنایا جائے گا؛ ان کے کفر اور عدم امانت کی وجہ سے، اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی عظیم دشمنی کی بنادر، اور اس لیے کہ وہ نماز اور عبادت کے اہل نہیں ہیں؛ کیونکہ کفر اور شرک کے ساتھ کوئی عمل باقی نہیں رہتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ اور جہاں تک مشرکین کے ذبیح کی بات ہے تو اللہ جل جلالہ نے مردار اور مشرکین کے ذبیح کی حرمت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تأكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوْحُونَ إِلَيْ أُولِيَّ أَعْيُنِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنَّ أَطْعَنُمُوهُمْ إِنَّكُمْ

اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ کام نافرمانی کا ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔ [سورہ الأنعام: 121]، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مردار اور مشرک کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا؛ کیونکہ وہ نجس (ناپاک) ہے، لہذا اس کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے، خواہ اس پر اللہ کا نام ہی کیوں نہ لیا گیا ہو؛ کیونکہ اس کی طرف سے بسم اللہ پڑھنا باطل ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں؛ کیونکہ یہ عبادت ہے، اور شرک عبادت کو ضائع اور باطل کر دیتا ہے، یہاں تک کہ مشرک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور توبہ کرے، اور اللہ جل جلالہ نے صرف اہل کتاب کے کھانے کو مباح قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿...وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ...﴾

... اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے... [المائدۃ: ۵]، کیونکہ وہ آسمانی دین سے منسوب ہوتے ہیں اور

دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ موسیٰ اور عیسیٰ کے پیروکار ہیں، حالانکہ وہ اس میں جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دین کو منسوخ کر دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا کہ اسے باطل کر دیا۔ لیکن اللہ جل و علانے اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتوں کو ہمارے لیے حلال کر دیا؛ ایک گھری حکمت اور مصلحت کی بنابر، جسے اہل علم نے واضح کیا ہے، برخلاف مشرکین کے جوبتوں اور مردوں کی عبادت کرتے ہیں، جیسے انبیاء اور اولیاء وغیرہ؛ کیونکہ ان کا دین بے بنیاد ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں، بلکہ اس کی بنیاد ہی باطل ہے، اس لیے ان کا ذیجہ مردار ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں۔

اور جہاں تک کسی شخص کا اپنے مخاطب سے یہ کہنا کہ: (جن تم پر آگیا)، (جن نے تمہیں پکڑ لیا)، (شیطان تمہیں اڑا لے گیا)، اور اس طرح کی باتیں، تو یہ سب و شتم کے زمرے میں آتا ہے، اور یہ مسلمانوں کے درمیان جائز نہیں، جیسے دیگر اقسام کے سب و شتم جائز نہیں ہیں، اور یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتا، سوائے اس کے کہ کہنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جن اللہ کی اجازت اور مشیت کے بغیر لوگوں پر تصرف کرتے ہیں۔ جو شخص جنات یادیگر مخلوقات کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے، وہ اس عقیدے کے ساتھ کافر ہے؛ کیونکہ اللہ

پاک ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز پر قادر ہے، وہی نفع و نقصان دینے والا ہے، اور اس کی اجازت، مشیت اور پہلے سے مقرر کردہ تقدیر کے بغیر کچھ بھی وجود میں نہیں آتا، جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اس عظیم بنیاد سے آگاہ کریں:

﴿قُلْ لَا أَمِلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثِرُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِي السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾^{۱۸۸}

آپ فرمادیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لیے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا، مگر اتنا ہی کہ جتنا اللہ نے چاہا ہوا اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہو تو تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی نقصان مجھ کو نہ پہنچتا میں تو محض ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔ [الاعراف: ۱۸۸]، چنانچہ جب سید الخلق اور افضل البشر ﷺ اپنے لیے کسی نفع یا نقصان کے مالک نہیں ہیں، سوائے اس کے جو اللہ چاہے، تو دیگر مخلوقات کا کیا حال ہو گا؟! اور اس معنی کی آیتیں بہت زیادہ ہیں۔

اور جہاں تک غیب کی خبروں کے بارے میں اطلاع دینے کا دعویٰ کرنے

والوں، شعبدہ بازوں، نجومیوں اور ان جیسے لوگوں سے سوال کرنے کا تعلق ہے جو غیبی امور کی خبریں دیتے ہیں، تو یہ منکر ہے اور جائز نہیں، اور ان کی تصدیق کرنا تو اور بھی شدید اور بڑا منکر ہے، بلکہ یہ کفر کی شاخوں میں سے ہے؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ أَتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ؛ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا». "جو شخص عراف کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے؛ تو چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی"۔ اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، صحیح مسلم میں ایک اور روایت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: «أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ إِثْيَانِ الْكُهَّاَنِ وَسُؤَالِهِمْ». "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کے بارے میں یادل کی بات کے بارے میں خبر دینے کا دعویٰ کرنے والوں کے پاس جانے اور ان سے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے"۔

اور اہل السنن نے اللہ کے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: «مَنْ أَتَى كَاهِنًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ؛ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ». "جو کسی مستقبل کے بارے میں یادل کی بات کے بارے میں خبر دینے کا دعویٰ کرنے کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ کے لائے

ہوئے دین کا انکار کیا،۔ اور اس معنی کی حدیثیں کثیر تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ مستقبل کے بارے میں یادل کی بات کے بارے میں خبر دینے کا دعویٰ کرنے والوں، غیب کے بارے میں خبر دینے کا دعویٰ کرنے والوں اور دیگر تمام شعبدہ بازوں سے سوال کرنے سے بچیں، جو غیبی امور کی خبریں دینے اور مسلمانوں کو شبہات میں مبتلا کرنے میں مشغول ہیں، چاہے وہ طب کے نام پر ہو یا کسی اور نام پر، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس سے خبردار کیا ہے۔ اور اس میں ان غیبی امور کا دعویٰ بھی شامل ہے: جو بعض لوگ طب کے نام پر کرتے ہیں، جیسے مریض کی پگڑی یا مر لپھ کی چادر سونگھ کر کہتے ہیں: اس مریض یا مر لپھ نے فلاں کام کیا ہے، اور فلاں چیز بنائی ہے، جن کا تعلق غیبی امور سے ہوتا ہے اور جن پر مریض کی پگڑی وغیرہ میں کوئی بھی دلالت نہیں ہوتی ہے، بلکہ اس کا مقصد عوام کو دھوکہ دینا ہوتا ہے، تاکہ وہ کہیں: یہ طب اور بیماریوں کی اقسام اور ان کے اسباب کو جانے والا ہے، اور کبھی کبھار وہ انہیں کچھ دوائیں بھی دے دیتے ہیں، اور کبھی اللہ کے حکم سے شفا بھی ہو جاتی ہے، تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس کی دوا کے سبب ہوا ہے۔ اور بعض اوقات بیماری کی وجہ کچھ جن اور شیاطین ہوتے ہیں، جو

اس طب کے دعویدار کی خدمت کرتے ہیں، اور اسے بعض غیبی امور کی خبر دیتے ہیں جن پر وہ مطلع ہوتے ہیں، تو وہ اس پر اعتماد کرتا ہے، اور جن و شیاطین کو ان کی پسندیدہ عبادت کے ذریعے راضی کرتا ہے، تو وہ اس مریض سے دور ہو جاتے ہیں، اور اذیت رسانی کا جو کام انہوں نے اس کے ساتھ کی ہوتی ہے، اسے چھوڑ دیتے ہیں، یہ جن و شیاطین اور انہیں استعمال کرنے والوں کے بارے میں معروف بات ہے۔

چنانچہ مسلمانوں پر بھی واجب ہے کہ اس سے بچیں، اور ایک دوسرے کو اسے ترک کرنے کی تلقین کریں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر بھروسہ کریں، اور ہر معاملے میں اسی پر توکل کریں۔ شرعی رقیہ اور مباح دواؤں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، اور ان ڈاکٹروں سے علاج کرانا بھی جائز ہے جو مریض کی جانچ کرتے ہیں اور حسی اور معقول اسباب کے ذریعے اس کی بیماری کی تشخیص کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: «مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهَلَهُ مَنْ جَهَلَهُ»۔ ”اللہ تعالیٰ جب کوئی بیماری نازل کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کا علاج بھی نازل فرماتا ہے، تو کچھ لوگ اس کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ اس سے

ناواقف رہتے ہیں۔“ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لِكُلّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءً الدَّاءَ بَرَأً يَإِذْنِ اللَّهِ». ”ہر بیماری کا علاج ہے، جب بیماری کا علاج مل جائے تو اللہ کے حکم سے شفا حاصل ہو جاتی ہے۔“ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «عِبَادَ اللَّهِ، تَدَأَّوْا وَلَا تَدَأَوْا بِحَرَامٍ». ”اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کیا کرو، اور خبردار! حرام چیزوں سے علاج نہ کیا کرو۔“ اور اس معنی کی حدیثیں کثیر تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔

ہم اللہ جل جلالہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کے حالات درست فرمائے، ان کے دلوں اور جسموں کو ہر برائی سے شفا عطا فرمائے، اور انہیں ہدایت پر جمع کرے، اور ہمیں اور انہیں تمام فتنوں کی گمراہیوں اور شیطان اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت سے محفوظ رکھے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور برائیوں سے پھر نے کی قدرت اور نیکیوں کے کرنے کی طاقت بلند و عظمت والے اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔

اللہ درود وسلام اور برکتیں نازل فرمائے اپنے بندے اور رسول ہمارے نبی محمد ﷺ پر، اور آپ کے آل بیت اور صحابہ کرام پر۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چو تھا کتابچہ:

بدعیہ اور شرکیہ اور اد کے ذریعہ عبادت کرنے کا حکم:

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کی جانب سے برادر محترم (.....) کی خدمت میں، اللہ انہیں ہر خیر کی توفیق دے، آمین۔

آپ سب پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور بركتیں نازل ہوں۔

اما بعد: آپ کا مکرم مکتوب مجھے موصول ہوا، اللہ آپ کو اپنی ہدایت سے بہرہ و فرمائے، اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ آپ کے علاقے میں کچھ لوگ ایسے اذکار پر عمل پیرا ہیں جن کے لیے اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، ان میں سے کچھ بد عی ہیں اور کچھ شرکیہ ہیں، اور وہ ان کو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منسوب کرتے ہیں، وہ ان اور اد کو مجالس ذکر میں یا مساجد میں نماز مغرب کے بعد پڑھتے ہیں، یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہیں، مثلاً وہ کہتے ہیں: اللہ کے حق کے واسطے، اللہ کے بندو! ہماری مدد کرو اللہ کی مدد کے ساتھ، اور ہو جاؤ ہمارے مددگار اللہ کی مدد کے

ساتھ۔ اور وہ یہ بھی ورد کرتے ہیں: اے اقطاب، اے سادات، اور ہمارے مائین امداد کے لئے معروف لوگو! ہماری باتوں کو قبول کرو، اور اللہ کے حضور ہماری شفاعت کرو، یہ آپ سب کا بندہ حاضر ہے، اور آپ کے دروازے پر جما بیٹھا ہے، اپنی کوتا ہیوں سے خائف ہے، ہماری مدد فرمائیں یار رسول اللہ، میرے پاس آپ کے سوا کوئی نہیں ہے جہاں جاؤں، اور آپ ہی سے میرا مقصد حاصل ہوتا ہے، اور آپ اللہ والے ہیں، حمزہ سید الشدائے کے ویلے سے، اور آپ لوگوں میں سے ہماری مدد کون کر سکتا ہے، ہماری مدد فرمائیں یار رسول اللہ۔ اور وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرماس پر جسے تو نے اپنی جبروتی رazoں کے انکشاف کا سبب اور اپنی رحمانی انوار کے ظہور کا ذریعہ بنایا، پس وہ ذات ربانی کا نائب اور تیرے ذاتی رazoں کا خلیفہ بن گیا۔

آپ کی خواہش ہے کہ یہ وضاحت کی جائے کہ بدعت کیا ہے، شرک کیا ہے، اور کیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے جو یہ دعا کرتا ہے، آپ کے سوال میں وارد ساری باتیں واضح ہیں۔

جواب: ساری تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا ہے، اور درود و سلام ہو اس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور آپ کے اہل بیت و اصحاب پر،

اور ان پر جو قیامت کے دن تک آپ کی ہدایت پر چلتے رہیں۔

اما بعد: معلوم ہو اللہ آپ کو توفیق دے کہ اللہ سبحانہ نے مخلوقات کو پیدا کیا اور سل علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجا مغض اس لیے کہ وہ تنہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنََّ وَالْإِنْسََ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (۵۶)

میں نے جنات اور انسانوں کو مغض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔ (الذاریات: ۵۶)

عبادت - جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا - یہ ہے: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کرما اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا؛ ہر اس فعل کو بجالا کر جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہو، اور ہر اس فعل سے رک کر جس سے اللہ اور اس کے رسول نے رکنے کا حکم دیا ہو، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے ساتھ، اور عمل میں اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ، اللہ کی محبت کی انتہا کے ساتھ، اور اس کے لیے مکمل عاجزی کے ساتھ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ...﴾

اور تیراپر درگار صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا... [سورہ الاسراء: 23] [یعنی: حکم دیا اور وصیت کی کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:]

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١﴾ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿٢﴾ مَا لِلَّهِ يَوْمٌ
الَّذِينَ ﴿٣﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ﴿٤﴾

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پانے والا ہے۔

بر امہربان نہایت رحم کرنے والا۔

بدلے کے دن (یعنی قیامت) کا مالک ہے۔

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ [الفاتحۃ: ۵-۲]، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان آیات کے ذریعے واضح کر دیا کہ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے اور صرف اسی سے مدد طلب کی جائے۔ اور اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحُقْقِ فَأَعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الْأَدِينَ ﴿٥﴾
أَلَا لِلَّهِ الْأَدِينُ الْخَالِصُ...﴾

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس
آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے... [النُّزُمَر: ۲-۳]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لِهِ الدِّينَ وَلَاوَكِرَةُ الْكَافِرُونَ﴾^{۱۵}

تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے گو کافر بر امانیں۔

[غافر: ۱۳]، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾^{۱۶}

اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خالص ہیں پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ
کسی اور کوئی نہ پکارو۔ [ابن حجر: ۱۸]، اس معنی کی آیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود
ہیں، اور یہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت خالصتاً اللہ کے لیے ہونی
چاہیے۔

اور معلوم ہے کہ دعا اپنی تمام اقسام کے ساتھ عبادت ہے، لہذا کسی انسان
کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے رب کے علاوہ کسی اور کو پکارے، اور نہ ہی کسی سے

مد طلب کرے یا فریاد کرے، ان آیات کریمہ اور اس مفہوم کی دیگر آیتوں پر عمل کرتے ہوئے۔ اور یہ ان امور کے علاوہ ہے جو عام اور حسی اسباب ہیں، جن پر زندہ اور حاضر مخلوق قدرت رکھتی ہے، کیونکہ یہ عبادت میں شامل نہیں ہیں، بلکہ نص اور اجماع کے مطابق جائز ہے کہ انسان زندہ اور قادر انسان سے ان عام امور میں مدد طلب کرے جن پر وہ قدرت رکھتا ہو؛ جیسے کہ اپنے بیٹے، خادم یا کتنے کے شر کو دور کرنے میں اس سے مدد طلب کرے، وغیرہ۔ اور جیسے کہ زندہ اور حاضر قادر انسان سے مدد طلب کرے، یا غائب سے، حسی اسباب کے ذریعے جیسے خط و کتابت وغیرہ کے ذریعے، اپنے گھر کی تعمیر میں، یا اپنی گاڑی کی مرمت میں، یا اس جیسی دیگر چیزوں میں، اس میں یہ بھی شامل ہے: جہاد اور جنگ میں انسان کا اپنے ساتھیوں سے استغاثہ (فریاد رسی کرنا) اور اس جیسی دیگر چیزیں۔

اور اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے موئی علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا:

﴿...فَالْسَّتَّاغَةُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ...﴾

اس کی قوم والے نے اس کے خلاف جواس کے دشمنوں میں سے تھا اس سے فریاد کی [القصص: 15]۔

رہی بات مردوں، جنات، فرشتوں، درختوں اور پتھروں سے استغاثہ اور

فریاد کرنے کی، تو یہ شرک اکبر ہے، اور یہ ان اگلے مشرکین کے عمل کی جنس سے ہے جو اپنے معبودوں جیسے عزیٰ، لات وغیرہ کے ساتھ کرتے تھے۔ اور اسی قبیل سے ہے ان زندہ لوگوں سے جن کے بارے میں یہ لوگ ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں، فریاد رسی کرنا اور مدد طلب کرنا، ایسی چیزوں میں جن پر صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہے؛ جیسے مریضوں کی شفایابی، دلوں کی ہدایت، جنت میں داخلہ، جہنم سے نجات اور اس جیسی دیگر چیزوں۔

گذشتہ آیتیں اور ان کے معنی میں موجود دیگر آیتیں اور احادیث سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام امور میں دلوں کا رخ اللہ کی طرف رکھنا اور عبادت خالصتاً اللہ کے لیے کرنا واجب ہے؛ کیونکہ بندے اسی مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، اور انہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آیات میں پہلے بیان ہوا اور جیسا کہ اللہ سبحانہ کے اس فرمان میں ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا...﴾

اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو...

[النساء: ٣٦]، مزید اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ...﴾

انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خاص رکھیں... [ابیتہ: ۵]، اور نبی کریم ﷺ کا معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد گرامی ہے: **الْحَقُّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا**۔ "بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں"۔ (تفہم علیہ) نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو لِلَّهِ نِدًّا، دَخَلَ النَّارَ**۔ "جو شخص اس حال میں مر اکہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہر اکرے پکارتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہو گا"۔ (صحیح بخاری)۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو ان سے فرمایا: **إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَلَيْكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**۔ "تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو۔ چنانچہ تم انہیں سب سے پہلے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں"۔ اور ایک روایت میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: **أَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّى رَسُولُ اللَّهِ**۔ "انہیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ

کے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں"۔ جب کہ بخاری کی ایک روایت میں ہے: «فَلَيْكُنْ أَوَّلَ مَا تَذَوَّهُمْ إِلَى أَنْ يُؤْخُذُوا اللَّهَ»۔ لذا سب سے پہلی چیز جس کی تم انہیں دعوت دو وہ یہ ہو کہ وہ اللہ کی وحدانیت کا اعتقاد رکھیں"۔ صحیح مسلم میں طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ؛ حَرُومَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحَسَابُهُ عَلَى اللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ». جس نے 'لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ' اور اللہ کے سوا جن چیزوں کی پوجا کی جاتی ہے، ان کا انکار کیا، تو اس کامال اور خون حرام ہو گیا اور اس کا حساب اللہ جل جلالہ کے ذمہ ہے"۔ اور اس معنی کی حدیثیں کثیر تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔

یہی توحید دین اسلام کی اصل، ملت کی بنیاد، تمام امور کا اساس اور اہم ترین فرائض ہے۔ یہ جن و انس کی تخلیق کی وجہ اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی حکمت ہے، جیسا کہ اس پر دلالت کرنے والی آیات گزر چکی ہیں، اسی سلسلے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری

عبادت کریں۔ (سورہ الذاریات: 56)، اور اس کی ایک اور دلیل اللہ جل جلالہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنَّ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
الظَّاغُوتَ...﴾

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سواتمام معبودوں سے بچو... [سورۃ النحل: 36]، اور پاک و برتر اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾

تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔ [الانبیاء: ۲۵]۔ اللہ جل جلالہ نے نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم الصلاۃ والسلام کے تعلق سے یہ بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم سے کہا:

﴿...اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ...﴾

اللہ کی عبادت کرو اس کے سو اتمہارا کوئی معبد نہیں [الاعراف: ۵۹] اور یہ تمام رسولوں کی دعوت ہے، جیسا کہ پچھلی دو آیتوں سے واضح ہوتا ہے، اور رسولوں کے دشمنوں نے بھی اس بات کا اعتراض کیا کہ رسولوں نے انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے سوا ہر معبد کو ترک کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے قصے میں فرمایا کہ انہوں نے ہود علیہ السلام سے کہا:

﴿...أَجِئْنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا...﴾

کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوچھتے تھے ان کو چھوڑ دیں [الاعراف: ۷۰]، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قریش کے بارے میں فرمایا جب ہمارے نبی محمد ﷺ نے انہیں اللہ کے لیے عبادت کو خالص کرنے اور اللہ کے سوا جو کچھ وہ فرشتوں، اولیاء، بتوں اور درختوں وغیرہ کی عبادت کرتے تھے، اسے چھوڑنے کی دعوت دی:

﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ﴾

کیا اس نے اتنے سارے معبدوں کا ایک ہی معبد کر دیا واقعی یہ بہت ہی

عجیب بات ہے۔ [ص: ۵]، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴾۲۵ وَيَقُولُونَ
﴿أَئِنَّا لَتَارِكُوا إِلَهَتِنَا لِشَاعِرِ مَجْنُونٍ﴾ ۲۶

یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں
تو یہ سرکشی کرتے تھے۔

اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبدوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ
دیں؟ [الصفات: ۳۵-۳۶] اس معنی و مفہوم کی نشاندہی کرنے والی آیتیں
بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

اور جو آیات اور احادیث ہم نے ذکر کی ہیں ان سے آپ پر واضح ہو جائے گا۔
اللہ مجھے اور آپ کو دین کی سمجھ اور رب العالمین کے حقوق کی بصیرت عطا
فرمائے۔ کہ: یہ دعائیں اور استغاثہ کی اقسام۔ جنہیں آپ نے اپنے سوال میں
بیان کیا ہے۔ یہ سب شرک اکبر کی اقسام میں سے ہیں؛ کیونکہ یہ غیر اللہ کی
عبادت ہیں، اور مردوں اور غائب لوگوں سے ایسی چیزوں کا طلب کرنا ہے جن
پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں، اور یہ اولین کے شرک سے بھی بدتر ہے؛ کیونکہ
اولین صرف حالتِ خوشحالی میں شرک کرتے تھے۔ اور جب وہ مشکلات میں

ہوتے تھے تو اللہ کے لئے عبادت کو خالص کرتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ صرف وہی سچا نہیں سختی سے نجات دے سکتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں میں ان مشرکین کے بارے میں فرمایا:

﴿فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْقُلُكِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الَّذِينَ فَلَمَّا نَجَّبُهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ﴾^{۶۵}

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔ [العنکبوت: ۲۵]، اور اللہ-پاک و برتر نے ایک اور آیت میں ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ الْضُّرُّ فِي الْبَحْرِ حَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّلُكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَنُ كَفُورًا﴾^{۶۶}

اور سمندروں میں مصیبت پہنچتے ہی جنہیں تم پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ باقی رہ جاتا ہے۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ [الاسراء: 67]

اگر ان میں سے کوئی مشرک یہ کہے: ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ بذاتِ خود ہمیں فائدہ پہنچاتے ہیں، یا ہمارے مرضیوں کو شفایتیتے ہیں، یا بذاتِ خود ہمیں نفع پہنچاتے ہیں، یا بذاتِ خود ہمیں ضرر پہنچاتے ہیں، بلکہ ہمارا مقصد اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی شفاعت کا حصول ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: یہی تواویلین کفار کا مقصد اور مراد ہے، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ان کے معبدوں خود سے پیدا کرتے ہیں یا رزق دیتے ہیں، یا نفع و نقصان پہنچاتے ہیں، کیونکہ اس کا بطلان قرآنی آیات سے ظاہر ہوتا ہے، بلکہ وہ ان سے ان کی شفاعت، جاہ و مرتبہ اور اللہ سے قریب کرنے کی خواہش رکھتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يُضْرُبُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هَؤُلَاءِ شُفَعَاتُنَا عِنْدَ اللَّهِ...﴾

اور یہ لوگ اللہ کے سوالیں چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جونہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں... [یونس: 18]۔ چنانچہ اللہ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿...قُلْ أَتُتَّبِعُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ...﴾

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٠﴾

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ [یونس: 18]۔ چنانچہ اللہ پاک نے واضح کر دیا کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی اس کے حضور سفارش کرنے والا نہیں ہے جس طرح کہ مشرکین کا مقصد ہوتا ہے، اور جس چیز کا اللہ کو علم نہیں وہ موجود نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۚ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِيقِ فَاعْبُدِ اللهَ مُخْلِصًا لَهُ الْدِينَ ۚ أَلَا إِنَّهُ إِلَهُ الَّذِينَ أَخْرَصُوا وَالَّذِينَ أَخْتَدُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللهِ رُلْفَى إِنَّ اللهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونُ إِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَذَّابٌ كَفَارٌ﴾

اس کتاب کا اہانت نا اللہ تعالیٰ غالب با حکمت کی طرف سے ہے۔

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے۔

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاً بنارکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر دیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔ [سورۃ الزمر:

-[3-1]

اور یہاں دین کا مطلب ہے: عبادت، یعنی اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا، اور اس میں دعا اور استغاشہ، خوف اور امید، قربانی اور نذر بھی شامل ہیں، اسی طرح اس میں شامل ہیں: نماز و روزہ، اور دیگروہ تمام امور جن کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ عبادت صرف اسی کے لیے ہے، اور یہ کہ بندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عبادت اسی جل جلالہ کے لیے خالص کریں؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت میں اخلاص کا حکم دینا، اس امت کے تمام افراد کے لیے حکم ہے۔

اللہ عز وجل نے اس کے بعد کافروں کے بارے میں وضاحت فرمائی:

﴿...وَالَّذِينَ أَتَّخْذُوا مِنْ دُونِهِ أُولَيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا
إِلَى اللَّهِ زُلْفَى...﴾

اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاً بنار کھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کر رہے ہیں [الزمر: ۳]۔ چنانچہ اللہ پاک نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿...إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا
يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كُفَّارٌ﴾

یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔ [الزمر: ۳]، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں خبر دی ہے کہ کفار نے اس کے سوا اولیاً کی عبادت نہیں کی مگر اس لیے کہ وہ انہیں اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک پہنچا دیں؛ اور کفار کا یہ مقصد قدیم و جدید دونوں زمانوں میں رہا ہے، اللہ نے اس کو اپنے اس فرمان سے باطل قرار دیا ہے:

﴿...إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا

یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ (خود) کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا۔ [الزمر: ۳۳]، تو اللہ نے واضح کر دیا کہ ان کا یہ دعویٰ کہ ان کے معبود انھیں اللہ کی قربت دلائیں گے، جھوٹ ہے اور ان کا ان کی عبادت کرنا کفر ہے۔ اس سے ہر صاحبِ عقل جان سکتا ہے کہ اولین کفار کا کفر انبیاء، اولیاء، در ختوں، پتھروں اور دیگر مخلوقات کو اللہ کے ساتھ سفارشی بنانے کی وجہ سے تھا۔ اور ان کا یہ عقیدہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رضا کے بغیر ان کی حاجات پوری کرتے ہیں، جیسے وزراء بادشاہوں کے حضور سفارش کرتے ہیں، تو انہوں نے اللہ جل جلالہ کو بادشاہوں اور زعماء پر قیاس کیا۔ اور وہ کہتے ہیں: جس طرح کسی بادشاہ یا حاکم کے پاس اپنی حاجت لے جانے کے لیے اس کے خاص لوگوں اور وزیروں کے ذریعے سفارش کی جاتی ہے، اسی طرح ہم اللہ کا قرب انبیاء اور اولیاء کی عبادت کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب سے بڑی باطل بات ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی شبیہ ہے اور نہ ہی اس کا مخلوق سے کوئی موازنہ کیا جا سکتا ہے، اور اس کے حضور کوئی سفارش نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ وہ خود اجازت دے،

اور وہ اجازت صرف اہل توحید کو دیتا ہے۔ وہ سبحانہ و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اور ہر چیز کا علم رکھتا ہے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ ہی کسی کا خوف رکھتا ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ اپنے بندوں پر غالب ہے، اور ان میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے۔ برخلاف بادشاہوں اور رہنماؤں کے، کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر نہیں ہوتے، اس لیے انہیں اپنے وزیروں، خاص لوگوں اور سپاہیوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ ان کاموں میں ان کی مدد کریں جن میں وہ عاجز ہوتے ہیں؛ اسی طرح ان تک ان لوگوں کی حاجات پہنچانے کی ضرورت ہوتی ہے جن کی حاجات سے وہ واقف نہیں ہوتے، اس لیے انہیں اپنے وزیروں اور خاص لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کی توجہ حاصل کریں اور انہیں راضی کریں۔ لیکن رب عز و جل اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز ہے، اور وہ ان پر ان کی ماوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، اور وہ عادل حاکم ہے، جو اپنی حکمت، علم اور قدرت کے مطابق چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھتا ہے، لہذا اس کا اپنی مخلوق سے کسی بھی صورت میں موازنہ جائز نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ واضح کر دیا کہ مشرکین اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ ہی خالق، رازق اور مدد بر ہے، اور وہی ہے جو مضطرب کی دعا قبول کرتا ہے، تکلیف کو

دور کرتا ہے، زندگی اور موت دیتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اس کے بہت سے افعال ہیں۔ مشرکین اور رسولوں کے درمیان جھگڑا اللہ وحدہ لا شریک له کے لیے عبادت کو خالص کرنے کے بارے میں تھا، جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿وَلِئِنْ سَأَلْتُهُمْ مَنْ حَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ...﴾

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ... [سورہ الزخرف: 87]، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمْنَ يَمْلِكُ الْسَّمَعَ وَالْأَبْصَرَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقْلُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾﴾

آپ کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ [یونس: ۳۱]، اس معنی و مفہوم کی آیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ رسولوں اور ان کی قوموں کے درمیان نزاع کا اصل موضوع اللہ وحده لا شریک له کے لئے عبادت کو خالص کرنا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اَعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الظَّلَّاعَةَ...﴾

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سواتھ معبودوں سے بچو... [سورۃ النحل: 36]، اور اس معنی کی دیگر آیتیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتابِ کریم میں کئی مقامات پر شفاعت کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿...مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ وَإِلَّا يَأْذِنُه...﴾

کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے [ابقرۃ: ۲۵۵]، اللہ تعالیٰ کا مزیدار شاد ہے:

﴿وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذِنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى﴾

اور بہت سے فرشتوں آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لیے چاہے اجازت دے دے۔ [سورہ النجم: 26]

اور فرشتوں کے وصف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿...وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ أَرْتَضَى وَهُم مِنْ حَشِّيَّتِهِ مُشْفِقُونَ﴾

وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو وہ تو خود بیت الہی سے لرزائی و ترسائی ہیں۔ [الأنبياء: ۲۸]

اور اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے راضی نہیں ہوتا، بلکہ ان کے شکر کو پسند کرتا ہے، اور شکر یہ ہے کہ اس کی توحید پر قائم رہا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَى لِعِبَادِهِ الْكُفَّارُ
وَإِنَّ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ...﴾

اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ تم (سب سے) بے نیاز ہے، اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے

لئے پسند کرے گا... [الزمر: ۷]-

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ». "جس نے خلوصِ دل سے (لا الہ الا اللہ) کہا"۔ یا فرمایا: «مَنْ تَفَسَّرَ بِنَفْسِهِ». "اپنے نفس سے" -

اور صحیح حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِلَكُلُّ نَبِيٌّ دَعْوَةُ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٌّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي أَخْتَبَأُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا». "ہر نبی کے لئے ایک قبول ہونے والی دعا تھی تو ہر نبی نے اپنی وہ دعائیں نگلی، لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچالیا ہے اور یہ شفاعت میری امت کے ہر اس شخص کو نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو"۔ اور اس معنی کی حدیثیں کثیر تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔

اور ہم نے جو آیات اور احادیث ذکر کی ہیں وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے اور اس میں سے کچھ بھی غیر اللہ کے لیے پھیرنا جائز نہیں، نہ انبیاء کے لیے اور نہ ہی کسی اور کے لیے۔ اور شفاعت اللہ جل جلالہ کی ملکیت ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا:

﴿قُلْ إِلَهُ الْشَّفَاعَةُ جَمِيعًا...﴾

کہہ دیجئے! کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے۔ [الزمر: 44] اور کوئی بھی اس کا مستحق نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والے کو اجازت نہ دے، اور جس کے حق میں شفاعت کی جا رہی ہے اس سے راضی نہ ہو، اور وہ سبحانہ و تعالیٰ۔ صرف توحید سے راضی ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ چنانچہ: مشرکین کو شفاعت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اپنے فرمان میں واضح کر دیا ہے:

﴿فَمَا تَنَفَّعُهُمْ شَفَاعَةُ الْشَّافِعِينَ ﴾ ٤٨ ﴿

پس انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے گی۔ [المدثر: ٣٨] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿...مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾

ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہو گا نہ سفارشی، کہ جس کی بات مانی جائے گی۔

[غافر: ۱۸۔]

اور یہ بات معلوم ہے کہ عند الاطلاق ظلم سے مراد شرک باللہ ہوتا ہے،
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿...وَالْكَفِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

اور کافر ہی ظالم ہیں۔ [سورہ البقرۃ: 254]، ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿...إِنَّ الشَّرِكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ [لقمان: ۱۳۔]

جہاں تک سوال میں جو بعض صوفیوں کا مساجد وغیرہ میں یہ کہنا نقل کیا گیا
ہے کہ: اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرماں پر جسے تو نے اپنی جبروتی رازوں کے
انکشاف کا سبب اور اپنی رحمانی انوار کے ظہور کا ذریعہ بنایا، چنانچہ وہ ذات ربانی کا
نائب اور تیرے ذاتی رازوں کا خلیفہ بن گیا... وغیرہ۔

جواب یہ ہے کہ کہا جائے: یہ کلام اور اس جیسے دیگر اقوال تکلف اور تصنیع

میں سے ہیں؛ جن سے ہمارے نبی محمد ﷺ نے ہمیں خبردار کیا ہے؛ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «هَلَّكَ الْمُتَنَطَّعُونَ» قَالَهَا ثَلَاثَةٌ۔ "غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے"۔ یہ بات آپ نے تین بار فرمائی۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: المتنطع: کسی شے میں گھرائی اور تکف سے کام لینے والا؛ ان اہل کلام کے طریقوں پر جو لا یعنی کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں، اور ایسے امور میں بحث و جدال کرتے ہیں جہاں تک ان کی عقليں نہیں پہنچ سکتیں۔

ابوالسعادات ابن الاشیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ وہ لوگ ہیں جو باقتوں میں پیچیدگی اور غلو سے کام لیتے ہیں، اور حلق کے آخری حصے سے آوازنکاتے ہیں۔ یہ 'قطع' سے مانوذہ ہے، جو منہ کے تالو کو کہتے ہیں، بعد ازاں اس کا استعمال ہر قسم کی تعمق پسندی کے لیے ہونے لگا چاہے قول میں ہو یا عمل میں۔"

اور ان دونوں ائمہ لغت کے ذکر کردہ باقتوں سے آپ اور ہر صاحب بصیرت پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے پیشوar رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا یہ طریقہ تکلف اور تقطیع (غلو و تصنع) میں سے ہے جس

سے منع کیا گیا ہے۔ اور اس باب میں مسلمان کے لئے مشروع یہ ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام صحیحے کے ثابت شدہ طریقے کو اختیار کرے، یہ طریقے دیگر طریقوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔

اس کی مثال: بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے؛ تو ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَحِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَحِيدٌ». کہو: (اے اللہ! محمد اور آل محمد پر تو اسی طرح درود بھیج جیسے تو نے درود ابراہیم اور آل ابراہیم پر بھیجا ہے، یقیناً تو تعریف اور بزرگی کے لاکن ہے۔ اور محمد اور آل محمد پر اسی طرح برکتیں نازل فرماجس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر نازل فرمائی ہیں، یقیناً تو تعریف اور بزرگی کے لاکن ہے)۔

اور صحیحین میں حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے

نے فرمایا: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَحِيدٌ». کہو: (اے اللہ! محمد پر اور ان کی بیویوں اور ان کی ذریت پر تو اسی طرح درود بھیج جیسے تو نے درود آل ابراہیم پر بھیجا ہے، اور محمد پر اور ان کی بیویوں اور ان کی ذریت پر اسی طرح برکتیں نازل فرمائیں جس طرح تو نے برکتیں آل ابراہیم پر نازل فرمائی ہیں، یقیناً تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے)۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو مسعود النصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بشیر بن سعد نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے؛ تو ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ آپ خاموش رہے، پھر فرمایا: «قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ؛ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ؛ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمَيْنَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَحِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا عَلِمْتُمْ». (کہو: اے اللہ! محمد اور آل محمد پر درود بھیج جیسے تو نے آل ابراہیم پر درود بھیجا، اور محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرمائی جیسے تو نے تمام جہانوں والوں کے مابین آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی ہے،

بے شک تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔ اور سلام اسی طرح بھیجو جس طرح تم جانتے ہو)۔

یہ الفاظ اور ان جیسے دیگر الفاظ - جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں - انہیں ہی مسلمان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے میں استعمال کرنا چاہیے؛ کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ جاننے والے ہیں کہ ان کے حق میں کیا استعمال کیا جانا چاہیے، جیسے کہ وہ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں کہ ان کے رب کے حق میں کون سے الفاظ استعمال کیے جانے چاہئیں۔

جہاں تک پر تکلف اور نوایجاد کردہ الفاظ کا تعلق ہے، اور وہ الفاظ جو غلط معنی کا احتمال رکھتے ہیں؛ جیسے کہ سوال میں مذکور الفاظ، تو ان کا استعمال درست نہیں ہے؛ کیونکہ ان میں تکلف پایا جاتا ہے، اور یہ باطل معانی کی طرف لے جاسکتے ہیں، جبکہ یہ ان الفاظ کے بھی مخالف ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب فرمائے اور اپنی امت کو ان کی طرف رہنمائی فرمائی، اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ علم والے، سب سے زیادہ خیر خواہ اور تکلف سے سب سے دور ہیں، ان پر ان کے رب کی طرف سے بہترین درود و سلام ہو۔

امید ہے کہ مذکورہ دلائل توحید کی حقیقت، شرک کی حقیقت، اور اس باب

میں اولین مشرکین اور بعد کے مشرکین کے درمیان فرق کو بیان کرنے میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشروع طریقے سے درود بھیجنے کی کیفیت کو بیان کرنے میں طالب حق کے لئے کافی و شافی ہوں گے۔ جو شخص حق کو جانے کی خواہش نہیں رکھتا؛ وہ اپنی خواہشات کا پیر و کار ہے، اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ لَكُ فَأَعْلَمُ أَنَّمَا يَتَبَعِّدُونَ أَهْوَاءُهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ
مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مَنْ أَللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ﴾

پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو توثیقیں کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر بہ کا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے، بیشک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

[القصص: ۵۰]-

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں یہ واضح فرمایا کہ اللہ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو جو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، اس کے حوالے سے لوگوں کی دو قسمیں ہیں:

ان دونوں میں سے ایک قسم کے لوگ: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

بات مانتے ہیں۔

اور دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں؛ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی کہ اس سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کی پیروی کرے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خواہشات کی پیروی سے محفوظ رکھے، اور ہمیں، آپ کو اور ہمارے تمام بھائیوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانند والوں میں شامل کرے، اور اس کی شریعت کی تعلیم کرنے والوں میں شامل کرے، اور ہر اس چیز سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی شریعت کے مخالف ہو، جیسے بدعتات و محدثات۔ بے شک وہ نہایت سُخی اور کرم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول، ہمارے نبی محمد ﷺ پر، اور آپ کے اہل بیت واصحاب پر نیز قیامت تک بھائی کے ساتھ آپ کی پیروی کرنے والوں پر درود وسلام نازل فرمائے۔



لِسَالَّهِ الْحَرَمَ

حر میں کا پیغام

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے زائرین کے لیے
مختلف زبانوں میں رہنمائی کرنے والی شرعی کتابیں

